OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

زرعی پیداوار کی مارکیٹنگ کی مروجہ صورتیں اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ان کا تجزیہ

Contemporary Types of Agricultural Marketing from the Perspective of Islamic Jurisprudence

Dr. Allah Bakhsh Najmi

Assistant Professor of Islamic Studies, Govt. Islamia Graduate College Chiniot

Dr. Nisar Ahmad

Assistant Professor, Department of Religious Studies Forman Christian College (A Chartered University) Lahore

Yasir Munir

Lecturer Law, *Khawaja fareed university of engineering and information technology Rahim yar khan*

Abstract

Islamic approach to marketing is different from the western approach. The western approach sees it 'as it is' eg, how commodities are being marketed? On the other hand, Islamic principles of marketing approach things from a different perspective of how things should be marketed, according to Islamic way of marketing. The following discussion takes in to account the present marketing situation in Pakistan. Regretfully, in Pakistan which came into being in the name of Islam, the Islamic principles of marketing kept getting neglected resulting in a very precarious situation in which every stake holder participates in marketing practice from the perspective of their respective 'profit' even at the cost of other stake holders resulting in a very exploitative situation. The Islamic principles of marketing take in to account the criterion of halal (permitted) versus haram (prohibited) in marketing dealings. This distinction between

halal and haram is based on the element of 'interest' which makes business dealing lawful or unlawful. The defining feature of Islamic concept of marketing is 'Ihsan' rather than 'interest' which is the associated with the western concept of interest.

Keywords: Western, commodities, precarious, criterion of Halāl, 'Ihsan', interest

تمہید

پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی ۶۵٪ آبادی زراعت سے وابستہ ہے۔ پاکستانی معیشت پر گہری نظر رکھنے والے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ہماری معیشت کا آخری سہارا ہمارا کسان اور ہمارے کھیت کھلیان ہے۔ مگر یہ آخری سہارا آج خود بے سہارا اور بے یارو مددگار ہے۔ اس کی بنیادی وجہ زرعی مارکیٹنگ کی موجودہ صورت حال ہے۔ جس میں کسان کو اس کی زرعی پیداوار کی مناسب قیمت نہیں ملتی جبکہ اس کا فائدہ صارف کو بھی نہیں ہو رہا۔ صارف تک پہنچتے پہنچتے اسی چیز کی قیمت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ جسے کسان اونے پونے بیچنے پر مجبور ہوتا ہے۔ مضمون میں اس چیز کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل پیش کیا گیا ہے کہ کسان کو اس کی پیداوار کے مناسب دام ملیں اور صارف کو غذائی ضروریات سستے داموں میسر ہوں۔ پاکستان میں اس وقت زرعی کاروبار کی تین صورتیں رائج ہیں۔ ۱: پیداوار کی مڈل مین کے ذریعے خرید و فروخت۔ ۲: حکومت کی براہ راست کسان سے پیداوار خریداری۔ ۳: کسان کا براہ راست صارف کو فروخت کرنا۔ اس مقالہ میں تینوں صورتوں کا شرعی لحاظ سے تنقیدی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

پہلی صورت مڈل مین کے ذریعے

زرعی منڈی میں ایک کردار ہے جو کہ اب پوری زرعی منڈی کو چلا رہا ہے۔ اس کردار کو مڈل مین کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی کے گرد موجودہ منڈی کا سسٹم گھوم رہا ہے۔ اب اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مڈل مین کا معنی و مفہوم

مڈل مین انگریزی کے دو الفاظ مڈل (Middle) اور مین (Man) کو ملانے سے بنتا ہے۔ اگر اردو میں اس کو دیکھیں تو مڈل سے ہے درمیانہ Man سے ہے آدمی۔ یعنی درمیانہ آدمی بنتا ہے۔

Between producer and consumer. [1]

(Middle man) اسم ہے اس سے مراد وہ شخص جو درمیانی حیثیت اختیار کرے۔ واسطہ ہو، producer اور صارف کے درمیان۔ اس کے مترادف الفاظ یہ ہیں انگریزی میں:

> Broker,Commission Agent. Broker: is a person employed to buy and sell for others: a second-hand dealer a go between negotiate or intermediary.[2]

شخص جو ایمپلائے کیا جائے کسی چیز دوسرے کو بیچے اور خریدنے کے لئے۔ جو درمیان میں آکر سودا کرواتا ہے لیکن بروکر محدود معنی دیتا ہے جبکہ مڈل مین ایک وسیع معنی رکھتا ہے۔ اردو میں اس کے لئے لفظ دلال بھی استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ عربی میں اس کے لئے لفظ استعمال ہوتا ہے سمسار۔ جن کی جمع ہے سماسرہ۔ السمسار ھو المتوسط بین البائع و الشارتی۔[3] سمسار فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان واسطہ ہے۔ الوسیط بیع البائع و المشتری یستھیل الصفۃ[4] یعنی خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان ایسا شخص جو خرید و فروخت کا عمل آسان کر دیتا ہے۔ صنعتی ترقی سے پروڈیوسر اور صارف کا فاصلہ بڑھ رہا ہے چیز صارف تک تک پہنچتے بہت سے مڈل مینوں کے ہاتھوں سے گزر کر جاتی ہے۔

خرید و فروخت کی پہلی صورت

اسلامی کاروبار کے طریقوں کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے واضح ہدایات جاری کیں اور ان میں اس اصول کو مد نظر رکھا گیا کی ان میں سود کا کوئی شائبہ تو نہیں ہے۔ چنانچہ جن معاملات میں سود یا اس کا شبہ نظر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح الفاظ میں ان سے منع فرما دیا۔ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصولی تعلیم دی وہ یہ تھی کہ کوئی سودا خریدتے وقت یا بیچتے وقت دونوں فریقین کی موجودگی لازم ہے اور متعلقہ مال کو اچھی طرح دیکھ بھال کر سودا کریں یہ سودا دست بدست ہونا چاہئے۔ اور خریدار اچھی طرح دیکھ کر سودا کریں یہ معاملہ صرف انہی دو فریقوں کے درمیان ہو گا۔ یعنی ایک خریدنے والا اور ایک بیچنے والا۔ اس میں کسی تیسری پارٹی کی ضرورت نہیں جو آجکل مڈل مین کی شکل میں کاروبار میں کل پرزہ بنا ہوا ہے۔ پہلی صورت میں پروڈیوسر اور صارف کے درمیان آڑھتی (مڈل مین) سودا کرواتا ہے۔ زرعی منڈی میں یہ صورت ہی رائج ہے اب اس کا شرعی جائزہ لیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: وعن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: الذھب با لذھب الورق بالورق ربا الا ھاوھاو البر با لبرر با الا ھا و ھا و الشعیر بالشعیر ربا الا ھا و ھا و التمر بالتمر ربا الا ھاو ھا متفق علیہ[5] حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کا سونے سے، چاندی کا چاندی سے کاروبار دست بدست ہو تو ٹھیک وگرنہ وہ سود ہو گا۔ اس طرح گندم کی ایک قسم کا دوسری قسم سے کاروبار دست بدست ہو تو جائز ہو گا وگرنہ سود، اس طرح جو اور کھجور کا معاملہ ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خرید و فروخت ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں ہو درمیان میں تیسرا ہاتھ نہ آئے۔ حدیث کی روشنی میں بیع و شرا بغیر واسطہ کے جائز ہے: وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تلقوا الرکبان۔ولا یبیع حاضر لباد فقیل لابن عباس قولہ لا یبیع حاضر لباد قال لا لہ سمسار اً[6] ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیہات سے آنے والے سواروں سے راستے میں جا کر سودا نہ خریدو اور نہ ہی شہر والا دیہات والے کا مال بیچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مڈل مین نہ بن جائے۔ چونکہ دیہات والوں کو عام طور پر شہر کے تازہ نرخوں کا علم نہیں ہوتا اس لئے چالاک آڑھتی دیہات میں یا راستے میں ان کا مال و پیداوار لے کر سستے داموں خرید لیتے ہیں اور گراں نرخون پر بیچتے تھے۔ آجکل وہی کاروبار دیدہ دلیری سے ہو رہا ہے۔ شہری دیہاتی کا مال نہیں بیچ سکتا۔ اگر بیچتا ہے تو شریعت میں ناجائز ہو گا۔ زرعی منڈی میں یہی طریقہ رائج الوقت ہے۔

ممانعت شدید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشے کی حرمت اتنی شدید کی کہ ذرہ بھر بھی گنجائش نہ چھوڑی کہ اگر مڈل مین کا دیہات والا بھائی یا سگے باپ بھی کیوں نہ ہوں وہ اس کی پیداوار کو فروخت نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعن انس قال نہینا ان یبیع حاضر لباد وان کان اخاہ لابیہ وامہ متفق علیہ، ولابی دائود والنسائی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یبیع حاضر لباد وان کان اباء او اخاہ.[7] حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمادیا کہ کوئی شہر والا دیہات والے کا مال نہ بیچے چاہے وہ اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ امام بخاری اور مسلم اس حدیث پر متفق ہیں۔ ابو داؤد اور نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے سے منع فرمادیا ہے چاہے وہ اس کا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اس کی روشنی میں آڑھتی (مڈل مین) کے واسطہ سے خرید و فروخت سختی سے منع ہے۔ چونکہ مدینہ میں آنحضور خاتم نبیین ﷺ کی ہجرت سے پہلے منڈی پر یہودیوں کا کنٹرول تھا۔ آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے جہاں دوسرے شعبہ حیات کا جائزہ لیا، وہاں زرعی مارکیٹنگ کو بھی دیکھا۔ اس میں پائی جانے والی خرابیوں کی نشاندہی کر کے الگ اسلامی مارکیٹ کا آغاز کیا۔ اسلامی مارکیٹنگ کا مقصد اولین استحصال کا خاتمہ ہے۔ اس لیے پیغمبر آخر زماں ﷺ نے پیشہ سمسار کو ممنوع قرار دیا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: عن ابی ہریرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یبیع حاضر لباد وان تناجشوا۔[8] حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شہری کو کسی دیہاتی کی طرف سے مال فروخت کرنے سے منع فرمایا اور یہ کہ وہ نجش کا معاملہ نہ کریں۔ نجش سے مراد فرضی بولی دے کر چیز کو مہنگا کرنا اور صارف کو نقصان پہچانا یا دیہاتی کو دھوکا دینا کہ آجکل اس کی قیمت اتنی ہی چل رہی ہے اس کو بیچ دو۔

خرید و فروخت کی دوسری صورت

اس صورت میں گورنمنٹ زرعی پیداوار خود خریدتی ہے یا اس کی قیمت کا تعین کرتی ہے۔ اسے تسعیر کہتے ہیں۔ یہ ایک فقہی اصطلاح بولی جاتی ہے کہ جب سلطان وقت کسی چیز کی قیمت متعین کرے۔[9] امام شوکانی "نیل المرام" میں رقم طراز ہیں: لتَّسْعِير أَنْ يَأْمرَ السُّلْطان أَوْنوَّا به أَوْ كلُّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أمورِ الْمسْلِمِينَ أمراً أَهْلَ السُّوقِ أَلا يَبِيعوا أَمْتِعَتَهم إِلا بِسِعْرِ كَذَا، فَيَمْنَع مِنَ الزِّيَادَةِ عَلَيْهِ أَوِ النُّقْصَانِ إِلا لِمَصْلَحَة.[10] بادشاہ، اسکے نائب یا اس کی اجازت سے متعین کردہ کسی نگران کا تاجروں کو کسی خاص ریٹ کا پابند بنانا تسعیر کہلاتا ہے، تاکہ تاجر حضرات اس ریٹ سے زیادہ یا کم پر اشیاء فروخت نہ کریں۔ اس کا مقصد صارف کا تحفظ ہے کہ چیز کی زیادہ قیمت سے صارف کو نقصان نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت عمر نے حاطب بن ابی بلتعہ کو فرمایا تھا: "اما ان تزید فی السعر واما ان ترفع من سوقنا"[11] لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں زرعی پیداوار کی قیمت اس لیے مقرر کی جاتی ہے کہ زرعی گرور اور خاص طور پر چھوٹے کاشتکار کو غلہ جات کی کم قیمت سے تحفظ فراہم کیا جاسکے۔ کیونکہ یہاں کا مڈل مین کسان کی فصل اونے پونے داموں خرید لیتا ہے اس لیے فصلوں کی قیمت کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ کسان کو استحصالی قوتوں سے تحفظ فراہم کیا جاسکے۔

امدادی قیمت

حکومت پاکستان کی طرف سے فصلوں کی امدادی قیمت مقرر کی جاتی ہے اس کو فقہی اصطلاح میں تسعیر کہا جاتا ہے۔ امدادی قیمت اس لیے مقرر کی جاتی ہے کہ کسان کے اخراجات اور فصلوں کی آمدن میں توازن برقرار رہے۔ چونکہ زراعت کا بڑا مسئلہ

مارکیٹنگ ہے۔ کہ جب فصل منڈی میں آ رہی ہوتی ہے تو یہاں کا سرمایہ دار آپس میں پول کر کے قیمت کم کر دیتا ہے اور برداشت کے سیزن گزرنے کے ساتھ ہی اس کی قیمت چڑھا دی جاتی ہے۔ چنانچہ حکومت کاشتکار کے معاشی مفادات کے تحفظ کے لیے چند فصلوں کی کم از کم قیمت مقرر کرتی ہے۔ اس کو سپورٹ پرائس کا نام دیا جاتا ہے۔

ایگریکلچر پرائس کمیشن

حکومت پاکستان نے زرعی اجناس کی قیمتوں کے تعین کے لیے ۱۹۸۱ء میں **ایگریکلچر پرائس کمیشن** قائم کیا تاکہ ایگریکلچر گرور کے زرعی اخراجات اور آمدن کے درمیان مناسب توازن قائم کیا جاسکے۔ اس کے قائم کرنے کے دو مقصد ہیں: ۱۔ زرعی پیداوار کو بڑھانا۔ ۲۔ زرعی اجناس کی قیمتوں کو مستحکم رکھنا۔

اس کمیشن کے ذریعے حکومت گندم، چاول اور گنا کی کم سے کم قیمت کا تعین کرتی ہے تاکہ کاشتکار کے اخراجات اس کی جنس کی قیمت سے زیادہ نہ ہوں۔ اب چاول کی امدادی قیمت نہیں رکھی جاتی جبکہ گندم کی مرکزی حکومت امدادی قیمت متعین کرتی ہے۔ اور محکمہ فوڈ اور بعض علاقوں میں پاسکو کاشتکاروں سے اپنے خریداری مرکز پر خریدتی ہے۔ پٹواری کی جاری کردہ فرد پر خریداری مراکز سے باردانہ دیا جاتا ہے اور اس پر خریداری مراکز پر باردانہ میں گندم لوڈ کر کے پہنچائی جاتی ہے۔ اگر محکمہ درمیان میں خریداری نہ کرے تو مڈل مین ایک سو سے لیکر ڈیڑھ سو تک کم قیمت پر گندم خرید تا ہے۔ اور کسان مجبوراً بیچ دیتا ہے۔[12] عموماً یہاں بھی ان کسانوں کی گندم مڈل مین کے ذریعے فوڈ ڈیپارٹمنٹ یا پاسکو کے پاس فروخت ہوتی ہے جنہوں نے "ڈیو" کے ذریعہ کھاد بیج لیا ہوتا ہے۔ اگر وہ خود حکومتی گودام پر فروخت کریں تو مڈل مین ان سے کمیشن وصول کرتا ہے۔ اس کمیشن کا شرعی جواز نہیں بنتا کیونکہ اس کی بیع میں اس کا کوئی رول نہیں ہوتا ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ امدادی قیمت کا مقرر کیا جانا ہی زرعی مارکیٹنگ کی بڑی کمزوری اور امدادی قیمت کا تعین ہی کسان کا زرعی مارکیٹنگ میں استحصال ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ حکومت کو کمیشن بنا کر قیمت مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس میں حکومت کو چاہیے کہ کسان کے آمدن اور اخراجات کا جائزہ لے کر قیمت مقرر کرے۔ امسال حکومت نے کسان سے چودہ سو سے گندم خریدی لیکن مارکیٹ میں اس کی قیمت بائیس سو سے کم نہ ہو سکی۔

زرعی خرید و فروخت کی تیسری صورت

کسان کی طرف سے خرید و فروخت کا عمل بغیر کسی ذریعہ کے جس میں مڈل مین کا عمل دخل نہیں ہوتا اور کسان بلاواسطہ صارف کو اپنا مال فروخت کرتا ہے، جس طرح مال مویشی منڈی میں عموما کسان بغیر کسی مڈل مین کے اپنے جانور فروخت کرتا ہے۔

بیع مصراۃ

بیوپاری ہو یا کسان جب مال مویشی منڈی میں بھینس یا گائے بیچنے کے لیے لے جاتے ہیں تو اس کا دودھ نہیں دوتے اس سے جانور بھی تکلیف میں رہتا ہے اور جانور خریدنے والا بھی دھوکے میں رہتا ہے۔ اس دھوکے والی بیع سے اسلام منع کرتا ہے آپ ﷺ کے دور میں بھی دودھ دینے والے جانور کا دودھ روک کر منڈی میں لایا جاتا تھا اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ یہ غرر میں آتا ہے اور غرر حرام ہے۔ تھنوں میں دودھ بھرا ہونے کی وجہ سے قیمت زیادہ لگنا۔ اس کو بیع مصراۃ کہتے ہیں، عربی میں جانور کے دودھ کے روکنے کو "تصریہ" کہتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اشترى غنما مصراة فاحتلبها فإن رضيها أمسكها وإن سخطها ففي حلبتها صاع من تمر[13]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس نے مصراۃ بکری خریدی پھر اس کو دوہے اگر اس کو پسند آئے تو اس کو رکھ لے اور اگر ناپسند ہے تو اس کے دودھ کے عوض ایک صاع کھجور واپس کرے۔

ایگریکلچر گرور کی طرف سے ڈیو

بعض کسان بھی کچے آڑھتی کو "ڈیو" دیتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ گندم چھوٹے بیوپاری کو دے دی کہ وہ سردیوں میں اس کی جو بازاری قیمت ہو گی وہ اس کو ادا کرے گا۔ اس سے چھوٹا مڈل مین فصل خرید لیتا ہے اسکو بیچ کر وہ اپنا بزنس چلاتا ہے۔ اور سردیوں میں چونکہ گندم کی قیمت زیادہ ہوتی اور وہ قیمت کسان کو دیتا ہے۔ جب سودا ہوتا ہے اس وقت قیمت کا تعین نہیں ہوتا بلکہ یہ طے ہوتا ہے کہ سردیوں میں قیمت ہو گی وہ ادا کرنی ہے۔

اس میں بیع کے وقت قیمت معدوم ہوتی ہے۔ اسلام ہر اس خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیتا ہے جس میں جھگڑا کا احتمال ہو۔ کسان نے تو اس لیے ڈیو دیا کہ وقت وصولی، اس کی قیمت زیادہ ہو گی، قیمت کم بھی ہو سکتی ہے۔ اس سے جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے اس لیے یہ سودا صحیح نہیں ہے۔ دنیا میں آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ زرعی پیداوار کی خرید و فروخت میں کسان اور صارف کے درمیان مڈل مین کے واسطہ کو ختم کیا جائے۔ نبی آخر زمان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مدینہ کی منڈی میں اس کو چودہ سال سے پہلے ختم کر کے دنیا کے لیے مثال بنا دیا۔ کاشت کار طبقہ اکثریت میں ہونے کے باوجود گوناگوں مسائل کا شکار ہے۔ اپنے مسائل کے حل کے لیے مقتدر طبقوں اور حکومتی ایوانوں کی سرپرستی سے یکسر محروم چلا آ رہا ہے۔ ہماری بیوروکریسی اور حکمران طبقے کو ان مشکلات کا احساس ہی نہیں جن سے کاشت کار کو گزرنا پڑتا ہے۔ اکثریت چھوٹے کاشت کاروں پر مشتمل ہے جو کہ وسائل سے محروم ہیں اور غربت کا حقیقی شکار بھی، ہمارے ہاں 86 فیصد کاشت کار ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم رقبہ کے مالک ہیں اور ہماری مجموعی ملکی پیداوار میں کمی کی وجہ یہی وسائل سے محروم چھوٹے کسان ہیں۔ کہیں اسے جننگ فیکٹریاں لوٹ رہی ہیں اور کہیں شوگر ملوں کے عتاب کا شکار ہو رہا ہے اور کہیں گندم خریداری مراکز کے باہر دھکے کھانے پر مجبور ہے۔ اور سب سے زیادہ مڈل مین کے رحم و کرم پر حکومت نے چھوڑ دیا ہے جو اسے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں تمام تر محنت و مشقت کے باوجود اسے اپنی حاصل کردہ فصل کی قیمت مقرر کرنے کا بھی اختیار نہیں دیا گیا۔

محسن

کسان کو عزت دیں؛ کیوں؟ کیونکہ آپ کو زندگی میں وکیل، ڈاکٹر اور آرکی ٹیکٹ کی ضرورت کبھی کبھی پڑتی ہے لیکن کسان روزانہ ناشتے، لنچ اور ڈنر کے وقت تین بار آپ پر مہربان ہوتا ہے، یہ زیادہ بڑا محسن ہے۔ زرعی پیداوار کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں: ا۔ مڈل مین کے ذریعہ مارکیٹنگ، غلہ منڈی اور سبزی و فروٹ منڈی میں مڈل مین کے ذریعہ ہی مارکیٹنگ ہوتی ہے۔ ۲۔ حکومت کا امدادی قیمت مقرر کرنا۔ گنا کی قیمت مقرر کرتی ہے اور گندم کی قیمت بھی اور خریداری مرکز پر خریداری بھی کرتی ہے۔ ۳۔ کسان کا بلاواسطہ صارف کو اپنی پیداوار فروخت کرنا یہ صرف کسی حد تک مال مویشی منڈی میں مشاہدہ میں آیا

ہے کہ کسان اپنے جانور منڈی پر لے کر جاتے ہیں، تاجر ان سے خریدتے ہیں۔ اور اب مال مویشی منڈی پر حکومت پنجاب نے جانور بیچنے کی فیس بھی ختم کر دی ہے۔ اگر مال مویشی منڈی پر کسی حد تک مڈل مین ختم کر دیا گیا ہے تو حکومت غلہ منڈی اور سبزی و فروٹ منڈی میں مڈل مین ختم کر سکتی ہے۔ جو کسان اپنا جانور بیچ سکتا ہے وہ اپنا غلہ، فروٹ اور سبزی بھی بیچ سکتا ہے۔

اس پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے کہ شرعی لحاظ سے موخر الذکر دونوں صورتیں جائز ہیں اور تیسری صورت کو آقا نامدار ﷺ نے اپنے فرمان عالیہ **لا يبيع حاضر لباد** سے ممنوع قرار دیا۔ آپ ﷺ کی قائم کردہ اسلامی مارکیٹنگ کو نافذ کرنے کی سفارش کی جاتی ہے تاکہ صارف کو گرانی سے اور زرعی گرور کو نقصان سے بچایا جاسکے۔ **اقتصادی** لحاظ سے مسلمانوں کی پسماندگی کی بنیادی وجہ ان راہنما اصولوں سے دوری ہے جن کو قرآن وسنت میں نہ صرف بیان کیا گیا ہے بلکہ ان کو اپنانے پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام کے اصول مارکیٹنگ کو اپنا کر پاکستان کے معاشی مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں گرانی اور غربت کے مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے اگر زرعی مارکیٹنگ کو اسلامی اصولوں کے مطابق استحصالی حربوں سے محفوظ کیا جائے اور عہد نبوی میں موجود مدینہ منورہ کی زرعی مارکیٹ کو راہنما کی حیثیت دی جائے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی

قیامت کے قریبی زمانہ میں جہاں عام گمراہی کی وجہ سے افکار و اعمال کی اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی وہیں ایک بڑی خرابی یہ بھی پیدا ہوگی کہ لوگ حلال و حرام مال کے درمیان تمیز کرنا چھوڑ دیں گے۔ جس کو بھی مال ملے گا اور جس ذریعے سے بھی ملے گا اسے یہ دیکھے بغیر کہ یہ حلال ہے یا حرام ہضم کر جائے گا۔ یہ پیشن گوئی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی: قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ياتي على الناس زمان لا يبالي المر ما اخذ عنه ام من الحلال ام من حرام[14] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو جو مال ملے گا اس کے بارے میں وہ اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔

آج ہم جس اقتصادی عہد میں جی رہے ہیں اس کے دو نمایاں پہلو ہیں کہ دنیا کی زیادہ دولت کے مالک یہودی ہیں دوسرا اس عہد میں ہر طرح کا دھوکہ، جھوٹ، سٹہ بازی، سود خوری، مادی مفاد بھی جائز ہیں۔ عالمی معیشت ایک متعفن اور بدبودار جوہڑ بن چکی ہے جس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمان قوم دو طبقوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک طبقہ مکمل طور پر استعمار کے رنگ میں رنگ گیا۔ جس کا رشتہ دین سے ٹوٹ گیا۔ بدقسمتی سے اہل ثروت اور صاحب اختیار طبقہ تھا۔ اور جہاں تک دوسرے طبقہ کا تعلق ہے وہ عوام پر مشتمل ہے۔ یہ دین سے محبت کرتے ہیں صرف عقائد اور عبادات کی حد تک لیکن اکثریت تجارت اور معاملات کو اپنی مرضی سے چلانا چاہتے ہیں۔ لیکن اسلام دعوت دیتا ہے۔ ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً 15 کہ پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اکثریت اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع نہیں کر رہی۔ مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہوگا جب تک کہ ہم اپنی معیشت، سیاست اور معاشرت کو قرآن وحدیث کے تحت نہ کر لیں۔ یہ ایک کوشش تھی زرعی منڈیوں کی خرابیوں کی نشاندہی کی کہ اگر اہل اقتدار توجہ فرمائیں، عوام، حکمران اور مالدار طبقہ دنیا و آخرت کے طالب ہوں۔ تو آج بھی اصلاح احوال ہو سکتی ہے۔ اب چاروں طبقات Producer، کسان، مڈل مین، صارف اور حکومت کے لئے تجاویز اور سفارشات پیش کی جاتی ہیں تاکہ منڈی و بازار کے نظم کو درست کیا جاسکے۔ مولانا تقی عثمانی تجویز دیتے ہیں: پیداوار کی فروخت کے موجودہ نظام میں یہ فروختگی اتنے واسطوں سے ہو کر گزرتی ہے کہ ہر درمیانی مرحلہ پر درمیانی حصہ تقسیم ہوتا جاتا ہے، آڑھتیوں، دلالوں اور دوسرے درمیانی

اشخاص (MIDDLE MEN) کی بہتات سے جو نقصانات ہوتے ہیں وہ ظاہر ہیں، اسی لیے اسلام نے ان درمیانی واسطوں کو پسند نہیں کیا۔ ان واسطوں کو ختم یا کم کرنے کے لیے تو ایسے منظم بازار قائم کیے جائیں جن میں دیہی کاشتکار خود پیداوار فروخت کر سکیں یا امداد باہمی کی ایسی انجمنیں قائم کی جائیں جو خود کاشتکاروں پر مشتمل ہوں اور وہ فروختگی کا کام انجام دیں تاکہ قیمت کا جو بڑا حصہ درمیانی اشخاص کے پاس چلا جاتا ہے اس سے کاشتکار اور عام صارفین فائدہ اٹھا سکیں۔[16] (Producer) کسان کے لئے۔

☆ جو کمائی وکلاء اور عدالتوں میں لگاتا ہے اپنے بچوں کی تعلیم پر لگائے۔

☆ اپنی انجمنیں بنائیں کیونکہ پاکستان میں دو طبقے حقیقی طور پر منظم نہیں ایک کسان اور ایک صارفین کا جبکہ مغربی دنیا میں منظم ہیں اور ان کے حقوق محفوظ ہیں۔

☆ اپنی زمین کی پیداوار کا عشر ادا کریں۔

☆ اپنے اندر خود چیزیں بیچنے اور خریدنے کی صلاحیت پیدا کریں۔

☆ فصلوں کو محفوظ کرنے کے لئے کولڈ سٹور یج بنائیں۔

وراثت اسلامی احکامات پر وارثوں کو تقسیم کریں خصوصاً بیٹیوں کو وراثت سے محروم نہ کریں۔

صارف کے لیے

☆ صفت قناعت پیدا کریں۔ جب ذخیرہ اندوز کسی چیز کی ذخیرہ اندوزی کر کے قیمت چڑھانا چاہتے ہیں اس کی طلب کم کر دیں اس کی قیمت بالکل نارمل ہو جائے گی۔

☆ استغفار کریں کیونکہ یہ اللہ کی ناراضگی کی نشانی ہے کہ دولت ساہوکاروں کے پاس ہے۔ جب اللہ خوش ہوتا ہے تو خزانے سخیوں کے پاس ہوتے ہیں۔

☆ اپنی آواز کو مختلف فورم پر پر زور طریقہ سے اٹھائیں۔

☆ صارف کمیٹیاں فعال کی جائیں۔

☆ صارف شعور آگہی پیدا کریں۔

☆ مڈل مین کے واسطوں سے بچ کر ڈائریکٹ Producer سے خریدیں۔

مڈل مین (سمسار)

چونکہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمسار (آڑھت) کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس لیے مڈل مین کو اس پیشہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ انہیں اسلامی اصولوں کے مطابق تجارت کرنی چاہیے:

۱۔ سود سے پاک مارکیٹنگ ۲۔ سٹہ بازی اور میسر سے اجتناب ۳۔ غرر اور غبن کی ممانعت

۴۔ احتکار اکتناز سے پاک ۵۔ استحصال سے پاک ۶۔ چیز کا عیب بتا کر بیچنا

۷۔ ناروہ شرائط پر مبنی مارکیٹنگ 8۔ حلال کا اہتمام کرنا ۹۔ گاہک سے فروخت شدہ مال واپس لینا

۱۰۔ احسان کرنا ۱۱۔ امانت ودیانت ۱۲۔ قبضہ سے پہلے بیع نہ کرنا

۱۳۔ قرض اور بیع دونوں اکٹھے نہ کرنا ۱۴۔ وعدہ ایفاء کرنا ۱۵۔ حلال مال کی خرید و فروخت

۱۶۔ فریقین کی باہمی رضامندی ۱۷۔ تعاون باہمی کی تاکید ۱۸۔ ناپ تول میں کمی کی ممانعت
۱۹۔ ترک منکرات ۲۰۔ متوازن اور آسان اصول والی مارکیٹنگ

حکومت

اصلاح اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک حضرت شاہ ولی اللہ کی نظر میں **"فک کل نظام"** کے تحت تمام نظاموں کو مٹا کر نظام عدل کو نافذ نہ کیا جائے۔ ہر شعبہ زندگی میں انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں: 1۔ جاگیر داری نظام کا خاتمہ کیا جائے۔2۔ مڈل مین جو چیزیں ذخیرہ کرتے ہیں ملاوٹ کرتے ہیں ان کے لئے کڑی سزا لاگو کی جائے جیسا کہ چین میں ملاوٹ کرنے والے کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔3۔ پیداوار کی فروختگی کے موجودہ نظام میں یہ فروختگی اتنے واسطوں سے ہو کر گزرتی ہے کہ ہر درمیانی مرحلے پر قیمت کا حصہ تقسیم ہوتا چلا جاتا ہے۔ مڈل مینوں(Middle men) کی بہتات سے چیز آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں۔ جن کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ممنوع قرار دیا ہے۔ ان کو ختم کیا جائے۔ منظم بازار اور چھوٹے پیمانے پر منڈیاں بنائیں جائیں۔ جہاں کاشتکار خود پیداوار فروخت کریں۔4۔ کسانوں کی انجمنیں ہوں جو ان ہی پر مشتمل ہوں وہ پیداوار فروخت کریں تاکہ کسان اور صارف مڈل مین سے محفوظ رہ سکیں۔5۔ حکومت کسانوں کو بلا سود قرضے دے۔ آسان طریقے سے تاکہ مڈل مین کے "ڈیو" چنگل سے نکل آئیں۔6۔ اس سے مہنگائی بھی کنٹرول ہوگی اور چیزیں بھی خالص ہوں گی۔7۔ کسانوں کو آسان شرائط پر بلا سود قرضے دیکر سٹور تعمیر کروائیں تاکہ وہ اپنی فصل کو موسم سے محفوظ رکھ سکیں جس سے غلہ پھل اور سبزی ضائع نہ ہوں۔8۔ چھوٹی صنعتیں قائم کی جائیں۔ کسان انجمنوں کے تحت جہاں عام استعمال کی خوردنی اشیاء چینی اور آٹا تیار ہو، تاکہ عوام کو سستی اشیاء مل سکیں اور بڑے سرمایہ دار کے سودی شکنجے سے عوام محفوظ ہو سکے۔9۔ مسلم ممالک کی حکومتیں بین الاقوامی اسلامی منڈیاں بنائیں۔ جہاں اسلامی اصول کے تحت تجارت کو فروغ دیا جائے۔10۔ بیع و شراء کی ان تمام صورتوں کی حوصلہ شکنی کی جائے جن میں غرر ہو۔11۔ حکومت عوام اور تجار میں اسلامی طریقہ خرید و فروخت کو اخلاقی بنیادوں پر استوار کرے تاکہ غیر مسلم اقوام قرون اولیٰ کی طرح مسلمانوں سے متاثر ہو کر حلقہ اسلام میں داخل ہوں۔12۔ اسلامی اصول تجارت سے ناواقف تاجروں کو اسلامی منڈی اور بازار میں تجارت کرنے کی اجازت نہ ہو جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرما دیا تھا۔ قال عمر بن الخطاب لا يبيع في سوقنا إلا من تفقه في الدين[17]۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے بازاروں میں وہی خرید و فروخت کرے جسے دین (تجارتی امور) کی سمجھ ہو۔

خلاصۂ بحث

پیش نظر موضوع کا جائزہ لینے سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں کہ زرعی پیداوار کی مارکیٹنگ کی جو تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس میں دوسری صورت میں حکومت کا قیمت مقرر کرنا یا کسان سے براہ راست خریدنا اور تیسری صورت میں کسان کا براہ راست صارف کو اپنی پیداوار فروخت کرنا جو صورت عام طور پر مال مویشی منڈی میں رائج ہے اور اس میں مڈل مین کا کردار بہت محدود ہے۔ اسی طرح پہلی صورت میں غلہ منڈی اور سبزی و فروٹ منڈی میں مڈل مین کا کردار ختم کر کے کسان کا استحصال ختم کیا جا سکتا ہے اور اس کا صارف کو فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک طرف مہنگائی اور غربت کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی اور دیہی معیشت کو فروغ ملے گا دوسری طرف طلب و رسد کے اصول کے تحت قیمتیں مستحکم رہیں گیں اور غذائی اشیاء کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

References

[1] Chambers Harrap Publishers, The Chamber Dictionary (UK: Chambers Harrap Publishers Ltd,2006), 947.
[2]Harrap Publishers, The Chamber dictionary, 189.
[3] Luais Maluf, AlMunjad (Beirūt: Dār al-M'arifah, 1406 AH), 350.
[4] Ibrahim Mustafa, Al Mujam Al-awasit (Beirūt: Dār al-M'arifah, 1406 AH), 448.
[5] Muhammad Ibn Ismail al-Bukhari, Sahih al-Bukhārī (Riyadh: Dar es Salaam, 2001), 3: 73.
[6] al-Bukhari, Sahih al-Bukhārī , 3: 72.
[7] Abū Dawūd Suliman Ibn Ashaas, Sunnan Abi Dawood (Riyadh : Dar es Salaam, 2001), 3: 269.
[8] Abū Dāwūd, Sunnan Abi Dawood, 3: 69
[9] Ismail Ibn Hammad Al-Juhari, Mujam al- Sihah (Beirūt: Dār al-M'arifah, 1406 AH), 426.
[10] Muhammad Ibn Ali al-Shokāni, Neil al-Awtār (Syria: Dar ul Kalim ,1999), 3: 628.
[11] Malik IbnAnas, Al Muatta (Beirut: Dar al-Ihyaa al-Arabin.d) , 490.
[12] Muhammad Asif Khan, Promotion of Agriculture in Pakistan (Islamabad: October 2015), 12.
[13] Al-Bukhāri, Sahih Al Bukhari, 3: 71.
[14] Al Bukhāri, Sahih Al Bukhari, 3: 59.
[15]Al Baqrah 2: 208.
[16] Muhammad Taqi Usmani, Islam and Modern Economic Issues (Lahore: Idāra Islamiāt, 2008), 50.
[17] Muhammad Ibn Isa al-Tirmdhī, Jāmʿ al-Tirmdhī (Riyadh: Dar es Salaam, 2001) 2: 357.